QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

فنی مہارتیں اور معاشی استحکام: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں معاصر عملی صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ

Technical Skills and Economic Well-Being: A Contemporary Islamic Perspective on Practical Dimensions

Rabia Ilyas
PHD Scholar Department of Islamic Studies Hazara University, Mansehra. Email: rabiailyas785@gmail.com
Dr. Sajid Mahmood
Dr Sajid Mahmood Assistant Professor, Department of Islamic Studies University of Hazara Mansehra. Email: sajidzbi@gmail.com

Abstract

Technical skills have become a pivotal driver for achieving economic stability, self-reliance, and sustainable development in the contemporary knowledge economy. In an era marked by rapid technological advancement, globalization, and shifting labor market demands, the acquisition of vocational competencies plays a crucial role in reducing unemployment, enhancing industrial productivity, and upgrading societal living standards. Islam, as a comprehensive way of life, profoundly encourages productive labor, skill acquisition, professional excellence (*Ihsan*), and lawful earning (*Halal Rizq*) as essential components of individual and collective well-being. The Qur'ān and Sunnah strongly emphasize self-sufficiency, craftsmanship, and the responsible utilization of human capital.

Utilizing a qualitative and analytical methodology, this study explores the conceptual framework, contemporary significance, and practical dimensions of technical skills in promoting economic prosperity from an Islamic perspective. It critically examines Islamic textual evidence and classical jurisprudential principles related to work ethics, vocational training, entrepreneurship, and economic self-reliance, aligning them with contemporary socioeconomic challenges. The findings of this study demonstrate how integrating technical and vocational skills with Islamic socio-economic principles can offer practical models for sustainable economic growth, poverty alleviation, and employment generation. Ultimately, the study provides strategic insights for policymakers to incorporate Islamic ethical work dimensions into modern vocational education frameworks for Muslim societies.

Keywords: Technical Skills, Economic Well-Being, Islamic Economics, Vocational Education, Self-Reliance, Work Ethics, Sustainable Development.

تمہید:

انسانی معاشرے کی ترقی، استحکام اور خوش حالی کا دار و مدار صرف مادی وسائل پر نہیں بلکہ ان وسائل کے مؤثر اور دانشمندانہ استعمال پر بھی منحصر ہے۔ تاریخِ انسانی کا مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ وہ اقوام جو علم، ہنر اور فنی مہارتوں سے آراستہ رہی ہیں، انہوں نے نہ صرف معاشی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں بلکہ سماجی اور تہذیبی ترقی میں بھی ممتاز مقام پایا۔ عصرِ حاضر میں جہاں عالمی معیشت تیزی سے مہارت پر مبنی (Skill-Based Economy) نظام کی طرف بڑھ رہی ہے، وہاں فنی اور پیشہ ورانہ مہارتیں افراد اور اقوام کی معاشی ترقی کا بنیادی ذریعہ بن چکی ہیں۔ روزگار کے نئے مواقع، صنعتی ترقی، کاروباری وسعت اور معاشی خود کفالت کا انحصار بڑی حد تک افرادی قوت کی فنی صلاحیتوں پر ہے۔

موجودہ دور میں بے روزگاری، غربت اور معاشی عدم استحکام ایسے چیلنجز ہیں جن کا سامنا ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دونوں طرح کے ممالک کو ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے محض نظری تعلیم کافی نہیں بلکہ عملی اور فنی مہارتوں کا فروغ ناگزیر ہے۔ فنی مہارتیں افراد کو نہ صرف باعزت روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہیں بلکہ انہیں خود انحصاری، تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار اور معاشی استحکام کی راہ پر گامزن کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید معاشی پالیسیوں اور ترقیاتی منصوبوں میں فنی تعلیم اور مہارتوں کے فروغ کو خصوصی اہمیت دی جا رہی ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ناطے انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے محنت، کسبِ حلال، صنعت و حرفت، پیشہ ورانہ مہارت اور خود کفالت کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ قرآن مجید انسان کو زمین میں پھیلے ہوئے وسائل سے فائدہ اٹھانے، محنت کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور صحابۂ کرامؓ کی عملی زندگی میں مختلف پیشوں اور فنی مہارتوں کی اہمیت واضح طور پر نمایاں ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشی سرگرمیوں کا مقصد محض دولت کا حصول نہیں بلکہ فرد اور معاشرے کی فلاح، عدل و توازن کا قیام اور انسانی ضروریات کی تکمیل ہے۔

اس پس منظر میں فنی مہارتوں کا فروغ اسلامی معاشی فکر کے بنیادی مقاصد سے ہم آہنگ نظر آتا ہے، کیونکہ یہ افراد کو محنت، خود اعتمادی اور معاشی خود کفالت کی طرف راغب کرتا ہے۔ موجودہ دور میں جدید ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل معیشت، صنعت و تجارت اور مختلف پیشہ ورانہ شعبوں میں ترقی کے بے شمار مواقع موجود ہیں، جن سے استفادہ کرنے کے لیے فنی مہارتوں کا حصول ناگزیر ہے۔ اگر ان مہارتوں کو اسلامی اخلاقی اصولوں اور معاشی تعلیمات کے ساتھ مربوط کر دیا جائے تو یہ نہ صرف فرد کی معاشی حالت بہتر بنا سکتی ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر معاشی ترقی، غربت کے خاتمے اور سماجی استحکام کا ذریعہ بھی بن سکتی ہیں۔

زیرِ نظر آرٹیکل اسی تناظر میں فنی مہارتوں کی اہمیت، ان کی معاشی افادیت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کی ممکنہ عملی صورتوں کا جائزہ لیتا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ اسلامی اصولوں کی رہنمائی میں فنی مہارتوں کا فروغ معاشی فلاح و بہبود کے حصول میں کس قدر مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

تعلیم انسان کی زندگی میں سب سے اہم اور بنیادی ستون ہے جو اس کی فلاح و بہبود، ترقی اور کامیابی کا ضامن ہے۔ ایک وقت تھا جب معاشروں کی ترقی کا دار و مدار صرف طاقت، دولت اور وسائل پر تھا، لیکن آج کے دور میں تعلیم وہ طاقت ہے جو انسان کو نہ صرف

ذہنی طور پر مضبوط بناتی ہے، بلکہ اس کی معاشی حالت میں بھی بہتری لاتی ہے۔ تعلیم کا اثر ہر شعبہ زندگی میں نظر آتا ہے، چاہے وہ معاشی ترقی ہو، سماجی بہتری ہو یا فرد کی ذاتی ترقی۔

تعلیم نہ صرف انسان کے شعور اور فہم میں اضافہ کرتی ہے، بلکہ یہ ایک ایسی دولت ہے جسے جتنا بھی تقسیم کیا جائے، وہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ قرآن و سنت میں تعلیم کی اہمیت کو بار بار اجاگر کیا گیا ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا۔ تعلیم انسان کو نہ صرف دنیا کے مسائل کا حل سکھاتی ہے، بلکہ اُسے ایک اچھا انسان بنانے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔

آج کے معاشرتی تناظر میں، تعلیم کی اہمیت اور اس کا کردار مزید بڑھ گیا ہے۔ معاشی فلاح کا دارومدار تعلیم پر ہے، اور یہ ہی وہ راستہ ہے جس سے قومیں اپنے مقصد کو حاصل کر سکتی ہیں۔ اس مضمون میں ہم تعلیم کے معاشی فلاح میں کردار، قرآن و حدیث میں تعلیم کی اہمیت، قدیم اور جدید تعلیم کے تناظر میں تعلیم کی اہمیت اور اس کے معاشی اثرات پر گفتگو کریں گے۔ اس کے علاوہ، یہ بھی جانیں گے کہ کس طرح ایک مضبوط تعلیمی نظام ملک و ملت کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

معاشی فلاح میں تعلیم کا کردار:

تعلیم ہر ذی شعور انسان کے لئے چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو، مرد ہو یا عورت ہو بنیادی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے، تعلیم ہی کی بدولت ایک انسان اور حیوان میں فرق ممکن ہو سکتا ہے، تعلیم ہی کے ذریعے قوموں کی تقدیر بدل جاتی ہے، تعلیم ایک ایسا زیور ہے جس سے انسان کا کردار سنورتا ہے۔ دنیا میں ہر دولت جس کو تقسیم کیا جائے اس میں کمی آجاتی ہے۔ مگر تعلیم ایک ایسی دولت ہے جس کو جتنا مرضی تقسیم کیا جائے وہ اس قدر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی تعلیم کے ہی حوالے سے ہے، اللہ تعالی نے سب سے پہلے جو پیغام دیا تھا وہ یہ تھا کہ انسان لکھے پڑھے اچھی اور عمدہ تعلیم و تربیت حاصل کرے تاکہ وہ اللہ کا نیک اور فرماں بردار بندہ بن سکے اور اس طرح ایک صالح اسلامی معاشرے کی راہ ہموار ہو سکے۔

i. **قرآن کریم کی روشنی میں تعلیم کی اہمیت:**

تعلیم کی اہمیت قرآن کریم میں کئی مقامات پر بیان ہوئی ہے، جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[1]

(اے محمد ﷺ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا۔

یہ آیت قرآن کی پہلی وحی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اس آیت کا آغاز "اقْرَأْ" (پڑھ) سے ہوتا ہے، جو نہ صرف تعلیم کے آغاز کا پیغام دیتا ہے بلکہ اس میں یہ حقیقت بھی چھپی ہوئی ہے کہ علم کا آغاز اللہ کے نام سے ہوتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں تمام دنیاوی اور دینی علوم کی بنیاد اللہ کی رہنمائی پر رکھی گئی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ علم کا حصول ایمان کی بنیاد پر ہوتا ہے، جیسا کہ دوسری آیت میں ذکر ہے کہ:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ[2]

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا ۔اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور علم کا تذکرہ کیا ہے، اور یہ واضح کیا کہ علم انسان کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ یہاں ربط یہ ہے کہ وہ علم جو اللہ کی رضا کے لیے حاصل کیا جائے، انسان کو نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی بلند مقام عطا کرتا ہے۔ یہ آیت پہلی آیت "اقْرَأْ" کے پیغام کی تکمیل کرتی ہے کیونکہ قرآن کا علم انسان کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور اس کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ اس آیت میں علم کو ایمان کے ساتھ جوڑنا بھی اہم ہے، جو ہمیں بتاتا ہے کہ علم کا مقصد صرف دنیاوی فوائد نہیں بلکہ اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے علم رکھنے والوں اور نہ رکھنے والوں کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ[3]

کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

علم کی اہمیت اور اس کے اثرات کو اس آیت میں بہت واضح کیا گیا ہے کہ جو لوگ علم رکھتے ہیں وہ بے شک برتر ہیں۔ یہ آیت پہلی دو آیات کی تکمیل کرتی ہے، جہاں علم کو انسان کے درجے بلند کرنے کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جب انسان علم حاصل کرتا ہے، تو وہ حقیقت کو بہتر سمجھ پاتا ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا "إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ" (صرف وہی لوگ جو عقل رکھتے ہیں، علم سے سبق لیتے ہیں)۔

اسی طرح ذیل کی آیت میں علم کا حصول اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑا افضل قرار دیا گیا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا[4]

اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو وہ علم سکھایا جو آپ کو پہلے نہیں آتا تھا، اور اس علم کے ذریعے آپ ﷺ کی رہنمائی کی۔ پہلی آیت "اقْرَأْ" کی طرح، یہاں بھی علم کی اہمیت کو اس بات سے جڑ کر سمجھا جا سکتا ہے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وہ علم دیا جو دنیا کے لوگوں کے لیے ہدایت کا سبب تھا۔ علم کا یہ فہم انسان کی صلاحیتوں کو بڑھاتا ہے اور اس کی روحانیت کو بہتر بناتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ[5]

(یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بصیرت اور اندھے ہونے کا فرق بیان کیا ہے۔ علم انسان کو بصیرت عطا کرتا ہے، جو اسے صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ پہلی تین آیات میں جہاں علم کی اہمیت بیان کی گئی ہے، یہاں اس کا ایک اور پہلو سامنے آتا ہے کہ علم انسان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔ اندھے اور آنکھوں والے کا فرق دراصل علم اور جہالت کا فرق ہے، اور یہی پیغام قرآن کی تمام آیات میں موجود ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ[6]

اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم سکھایا، اور اس کے ذریعے اللہ نے انسان کو زمین پر اپنی ذمہ داریوں کے لیے تیار کیا۔ یہاں علم کا تعلق صرف فرد کے فہم سے نہیں، بلکہ اس کا تعلق اس کی ذمہ داریوں اور رول سے بھی

ہے۔ یہ آیت پہلے بیان کی گئی آیات کے پیغام کی تکمیل کرتی ہے، کہ علم انسان کو اپنے فرض اور مقصد کی طرف رہنمائی فراہم کرتا ہے، جیسے اللہ نے حضرت آدم کو تمام مخلوقات کے نام سکھا کر اس کے علم کو فعال کیا تھا۔

درج بالا تمام آیات ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں کیونکہ وہ علم کی اہمیت، انسان کے درجات میں اضافے اور اس کے ذریعے انسان کو صحیح راستہ دکھانے کی بات کرتی ہیں۔ پہلی آیت "اقْرَأْ" کی دعوت سے شروع ہو کر، علم کو انسان کی روحانیت اور فلاح کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے۔ پھر دوسری آیات میں علم کی اہمیت کو ایمان کے ساتھ جوڑ کر یہ بتایا گیا کہ علم انسان کو نہ صرف دنیوی زندگی میں بلند کرتا ہے، بلکہ آخرت میں بھی اس کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ آخر کار، علم انسان کو بصیرت اور فہم عطا کرتا ہے، جو اس کی زندگی کے مقصد کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

ii. احادیث مبارکہ کی روشنی میں تعلیم کی اہمیت:

احادیث مبارکہ میں بھی تعلیم کی اہمیت بیان ہوئی ہے جیسا کہ تعلیم کے حوالے سے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة[7]

علم کی طلب ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

حدیث مبارکہ میں علم کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں ہے، حدیث مبارکہ سے علم کے حصول کے علاوہ مساوات کا درس ملتا ہے کہ جس طرح مسلمان مردوں کے لئے علم کا حاصل کرنا ضروری ہے جس سے وہ اپنی دنیا و آخرت کو بہتر اور کامیاب بنائیں، بلکل اسی طرح مسلمان عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کریں جس سے ان کو دنیا آخرت میں کامیابی ملے، یہ تعلیمات دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں ہیں صرف اسلام میں ہیں۔

مَامِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ[8]

جو شخص اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں طالب علم کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنے علم کی جستجو کی خاطر اور اپنی جہالت کو دور کرنے کی خاطر اور اس علم کی خاطر جس سے اس کا رب اس سے راضی ہو، وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو، علم کی روشنی کو پانے کے لئے جو مشکلات برداشت کرتا ہے اس پر اس کی خصوصی مدد ہوتی ہے فرمایا کہ فرشتے پر بچھا دیتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اس طالب علم کی خصوصی مدد کی جاتی ہے

طَلَبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّافِلَةِ[9]

علم کا طلب کرنا زیادہ افضل ہے نفل نماز سے۔

حدیث مبارکہ میں اس بات کا ذکر ہے کہ نفل نماز جو کہ انفرادی نماز ہے اس کے فوائد کا تعلق بھی فرد واحد کے ساتھ ہے، جبکہ علم کا تعلق پورے معاشرے کے ساتھ ہے اور اس کے فوائد کا تعلق بھی معاشرے کے ساتھ ہے مثلاً جب کوئی پڑھا لکھا شخص کسی سے بات کرتا ہے اس کی گفتگو نہایت عمدہ ہوتی ہے، ادب احترام سے گفتگو کرتا ہے، جب وہ معاشرے میں لوگوں کے ساتھ کچھ معاملات کرتا ہے تو علم کی بنا پر انصاف کے ساتھ کرتا ہے جس کے اثرات معاشرے پر مثبت پڑتے ہیں۔

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا[10]

جس کسی نے علم کی طلب کا راستہ اپنایا اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔ فرشتے طالب علم کی خوشی کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص علم کی جستجو کرتا ہے اور پھر علم سیکھتا ہے سکھاتا ہے، علم کو سیکھنے اور سکھانے کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالی کی رضا ہوتی ہے اس پر اس کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ[11]

یقیناً عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کو تاروں پر۔ بلاشبہ علماء ہی پیغمبروں کے وارث ہیں ۔پیغمبروں نے ترکہ میں نہ دینار چھوڑا ہے اور نہ درہم۔ انھوں نے تو صرف علم کو اپنے ترکہ میں چھوڑا۔ پس جس کسی نے علم حاصل کیا اس نے ہی حصہ کامل پایا۔

اس حدیث مبارکہ میں علم کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ علم والا شخص ایک عبادت گزار سے افضل ہے وہ اس طرح کہ ایک عابد اپنے آپ کے لئے عبادت کرتا ہے اپنی روح کے سکون کے لئے عبادت کرتا ہے اور اپنا تعلق رب سے مضبوط کرنے کے لئے عبادت کرتا ہے اس کی عبادت کا فائدہ صرف اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے جبکہ علم والا شخص اپنے علم کے ذریعے اپنا محاسبہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کی بھی اصلاح کرتا ہے اور رب کی رضامندی حاصل کرتا ہے اس بات پر وہ اس عابد سے افضل ہو جاتا ہے جو اپنی ذات پر ہی توجہ دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کس قدر خوبصورتی سے سمجھائی کہ وہ عالم جو اصلاح کرنے والا ہے معاشرے کی اس کو ایسے ہی برتری حاصل ہے جیسا کہ چاند کو تاروں پر، پھر علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے کیونکہ انبیاء اپنی امت کی اصلاح کرنے والے ہوتے پھر یہ ذمہ داری علماء کو دی جاتی ہے کہ وہ معاشرے کی اصلاح کے لئے کام کرتے ہیں، انبیاء مال میں امت کو وارث نہیں بناتے ہیں، علم میں وارث بناتے ہیں مال ختم ہو جانے والی چیز ہے اور اس کا تعلق صرف دنیا کی زندگی کے ساتھ ہے جبکہ علم نہ ختم ہونے والا ہے جس کا تعلق دنیا آخرت دونوں کے ساتھ ہے۔

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ[12]

جس شخص کے پاس علم ہو وہ اس علم کو چھپائے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

اس حدیث مبارکہ میں علم کو چھپانے والوں کے لئے وعید سنائی گئی ہے، کیونکہ علم کا تعلق انسان کی دنیا آخرت کی زندگی کو سنوارنے کے ساتھ ہے، اب جب کوئی علم کو چھپائے گا وہ نہ صرف دنیاوی زندگی میں نقصان کا باعث ہے بلکہ آخرت میں بھی نقصان کا باعث ہے۔

فن کی لغوی واصطلاحی تعریف: **لغوی معنی:** مزین کرنا، آرٹ، آراستہ کرنا[13]

اصطلاحی تعریف:

1۔ ضروری وسائل کے ذریعے علمی نظریات کی عملی تطبیق جو مشق و تعلیم سے حاصل ہوتی ہے۔

2۔ کسی صنعت یا پیشہ کے مخصوص قواعد وضوابط کا مجموعہ۔

3۔ خاص مہارت جو ذوق یا فطری صلاحیت سے حاصل ہوتی ہے جیسے: کمال ہنر، ڈھنگ، طریقہ، عملی عمل، آرٹ۔

4۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق "وہ حسین اشیاء، فطری اظہار یا، ایسے تجربے، جن کو بیان کیا جاسکے اور ہنر جس کے عمل میں سوچ بھی شامل ہو، وہ آرٹ ہے۔[14]

- **قدیم تعلیم اور جدید تعلیم میں ہم آہنگی:**

تعلیم اور نظام تعلیم کے حوالے سے تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالی جائے اور تاریخ اسلامی کا آغاز سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اپنی شفافیت کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ اپنے دور کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ شمار ہوتے تھے، تو کیوں نہ میں ان عظیم شخصیات اور ان کے عظیم دور سے آغاز کروں جن کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خير القرون قرني، ثم الذين يلونهم[15]

صحابہ کی تعلیم وتربیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، وہ اپنے وقت کے تعلیم کے ہر میدان میں ممتاز تھے چاہے وہ درس وتدریس کا میدان ہو چاہے وہ طب کا میدان ہو چاہے وہ حکومت سے متعلق امور ہوں، چاہے وہ نئی منصوبہ بندیاں ہوں نیز زندگی سے متعلق ہر شعبے میں ایسے ماہر تھے جن کی مثال آج پوری دنیا بیان کرنے سے قاصر ہے، ذیل میں چند ایک کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

I. **درس وتدریس کی مثال:**

صحابہ سیکھنے سکھانے کے فن میں خوب مہارت رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے فضائل کو سمجھ کر درس وتدریس میں مصروف رہتے تھے جس کی مثال درج ذیل ہے:

خَيْرُ مَا يَخْلُفُ الْمَرْءُ بَعْدَهُ ثَلَاثًا:وَلَدًا صَالِحًا يَدْعُو لَهُ فَيَبْلُغُهُ دُعَاؤُهُ، أَوْ صَدَقَةً تَجْرِي فَيَبْلُغُهُ أَجْرُهَا،أَوْ عِلْمًا يُعْمَلُ بِهِ بَعْدَهُ[16]

ترجمہ: آدمی اپنی موت کے بعد جو چیزیں دنیا میں چھوڑ جاتا ہے ان میں سے بہترین چیزیں تین ہیں: نیک اور صالح اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے، صدقہ جاریہ جس سے نفع جاری رہے، اس کا ثواب اسے پہنچتا رہے گا، اور ایسا علم کہ اس پر عمل کیا جاتا رہے۔

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ[17]

ترجمہ: اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی معرفت سے نوازتے ہیں۔

II. **طب کی مثال:**

صحابہ اپنے دور کے ماہر طبیب ہوتے تھے، اول تو ان کے زمانے کی خوراک بہترین تھی، بیماریاں انتہائی کم تھی لیکن اگر کوئی بیماری ہو جاتی یا نظر بد لگ جاتی صحابہ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق علاج کرتے تھے۔ مثلاً شہد، غذا کے ذریعے سے علاج کیا جاتا یا پھر قرآن کریم کی آیات کو دم کیا جاتا تھا، جس کی مثال درج ذیل ہے۔ **وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ**[18]

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ: الْعَسَلِ، وَالْقُرْآنِ[19]

III. انجینیرنگ کی مثال:

مکہ سے مدینہ آنے کے بعد سب سے ضروری کام مسلمانوں کے لئے ایک عبادت گاہ کا قیام تھا، جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ڈیزائن کیا، مسجد کی عمارت کوئی فلک بوس اور نقش ونگار سے مزین نہ تھی بلکہ انتہائی سادہ اور اسلام کی شان وشوکت کی نشانی تھی ۔اس کے بعد مسجد کی توسیع مختلف صحابہ کے ادوار میں ہوتی رہی مثلاً حضرت عمر کے دور میں توسیع کی گئی[20]، حضرت عثمان کے دور میں مسجد نبوی کی تعمیر ایک اہم منصوبہ تھا[21]، جس میں انجینئرنگ اور فن تعمیر کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ حضرت عمر کے دور میں کئی شہر تعمیر کئے گئے خوبصورت مساجد تعمیر کی گئی، جو اپنے دور کی بہترین کاوشیں تھی۔

IV. ٹیکنالوجی کی مثال:

فنی مہارتوں کی ہر دور کے لحاظ سے ضرورت اور اہمیت بدلتی رہتی ہے، ایک زمانہ تھا منجنیق[22] کا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یمن بھیجا، تاکہ منجنیق بنانا سیکھ کر آئیں۔أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَبَ الْمَنْجَنِيقَ عَلَى أَهْلِ الطَّائِف[23]

- **صحابہ کی تعلیمی روایت کی اگلی نسلوں میں منتقلی:**

صحابہ تعلیم کو سیکھنے کے بعد پوری دنیا میں پھیل گئے اور بہت سے علاقوں کو فتح کرتے چلے گئے، یہی وجہ ہے کہ جن علاقوں کو انہوں نے فتح کیا ان میں آج بھی کچھ نہ کچھ حد تک تعلیمی رمق باقی ہے اور ان خوش نصیب مفتوحہ علاقوں میں پاکستان ایک ہے، لیکن جس طرح وہ تعلیمی روایت چھوڑ کر گئے تھے وہ روایت وقت کے ساتھ ساتھ کمزور سے کمزور ہوتی چلی گئی، آج حال یہ ہو گیا دو مختلف تعلیمیں وجود میں آگئی، ایک دینی تعلیم اور دوسری عصری تعلیم، حالانکہ اگر دیکھا جائے دونوں ایک ہی تعلیم ہیں کیونکہ انسان کو زندگی گزارنے کے لئے دین دنیا دونوں سے واسطہ پڑتا ہے، اس بات کو اس طرح سے سمجھا جاسکتا ہے کہ زندہ رہنے کے لئے انسان کو کھانے پینے کی ضرورت پڑتی ہے، یہ اس کی دنیاوی اغراض ہیں، یہ کھانا جو اس نے کھایا ہے حلال ہے یا حرام ہے یہ ہمیں دین و مذہب سکھاتا ہے ثابت یہ بات ہوئی دونوں تعلیمیں ہی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔

موجودہ دور میں تعلیمی خلا:

آج کا موجودہ تعلیمی نظام جو دو مختلف ناموں سے رائج ہے یہ نہ صرف اسلام کے مزاج کے خلاف ہے بلکہ ملک وملت کی وحدت اور یکجہتی متاثر کر رہا ہے، جبکہ یہ دو مختلف تعلیم ہونے بجائے ایک ہی تعلیم ہے جس کو دو نام دیئے جاتے ہیں جو کہ ملک و قوم میں برے نتائج کا باعث بنتے ہیں۔

درس نظامی کی مختصر تاریخ:

یہاں ہم یہ بات جاننے کی کوشش کریں گے کہ درس نظامی کی ابتداء کیسے ہوئی۔ عام طور پر ہمارے ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ درس نظامی دینی تعلیم میں مہارت اور اختصاص حاصل کرنے کا کوئی نظام تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ درس نظامی محض دینی تعلیم کا نظام نہیں تھا اور نہ اس کا مقصد علوم دینیہ کے محققین پیدا کرنا تھا، نہ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ معاشرے میں دینی راہ نمائی کے لئے قائدین پیدا کیے جائیں۔ یہ تو اس زمانے کے حساب سے ایک ماڈرن اور اپ ٹوڈیٹ نظام کا خاکہ تھا، جو اس زمانے کے ایک صاحب علم نے وضع کیے تھے۔ چوں کہ اورنگ زیب کے جانے کے بعد بھی برصغیر میں سو، سوا سو برس تک مسلمانوں کی حکومت قائم رہی، نظام تعلیم بھی بڑی حد تک اسلامی خطوط پر قائم تھا اور قانون، تمدن، معاشرت، معاشیات، سیاسیات سارے کے سارے معاملات اسلامی

خطوط ہی پر استوار تھے، اس لئے بنیادی طور پر یہ چیز لازمی تھی کہ اس نظام میں اسلامی علوم کو اساسی اہمیت حاصل ہو۔ اس لئے ملا نظام الدین نے اس زمانے میں جتنے مروج علوم تھے، جن کا اندازہ 56 کے قریب لگایا جاتا ہے، ان سب کو یک جا کر کے ایک ایسے آٹھ سالہ نظام تعلیم کا خاکہ پیش کیا، جس کو آج کل ایم اے کی ڈگری کے برابر قرار دیا جاتا ہے، اور انہوں نے یہ کوشش کی کہ اس نظام سے ایک مرتبہ تعلیم حاصل کرنے اور اس نصاب میں تعلیم پانے کے بعد اگر کوئی شخص کسی خاص میدان میں ترقی کرنا چاہے تو اس کے سامنے راستہ کھلا ہو۔ منطق، فلسفہ، ریاضی، طب، فن تعمیر، جیومیٹری، علم ہندسہ (یہ سارے کے سارے علوم) عربی ادب، فارسی ادب، یہ سب اسلامی علوم کی تحصیل کے لئے، اس کے ساتھ ساتھ عربی زبان، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، علوم تصوف جیسے خالص دینی علوم، یہ ساری کی ساری چیزیں اس میں شامل تھیں۔ اگر آپ اس اصل نصاب کو دیکھیں جو ملا نظام الدین نے تیار کیا تھا تو آپ دیکھیں گے کہ اس میں تقریبا 56 علوم کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں شامل تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ طالب علم کو رائج الوقت علوم وفنون سے کچھ نہ کچھ شناسائی ضرور ہو جائے۔ یہ وسعت اور جامعیت غالبا دنیا کے کسی اور مذہب یا روایت میں نہیں ہے کہ آٹھ سال کی مختصر مدت میں یہ سب تکمیل ہو جائے۔[24]

دو مختلف تعلیمی نظاموں کے نقصانات:

- جب دو مختلف تعلیمیں وجود میں آئی تو وہ وحدت نہ رہی جو کبھی مسلمانوں میں ہوا کرتی تھی جس کی تاریخ میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں مثلا محمد بن قاسم جیسے عظیم جرنیل کا ایک بہن کی پکار پر سندھ آجانا۔
- نوجوان نسل جو کہ ایک طرف عصری تعلیم میں ایک نمایاں کامیابی حاصل کرتی ہے لیکن دوسری ہی طرف اپنی دینی ضروریات میں صفر ہیں مثلا ایک نوجوان جو اعلی نمبر تو حاصل کر لیتا ہے لیکن وہ ہی نوجوان اپنے والد کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔

اسی طرح کی کئی مثالیں اور بھی ہیں جو دی جاسکتی ہیں۔

موجودہ دور میں تعلیمی خلا کو ختم کرنے کی ممکنہ صورتیں:

اسلام میں سیکھنے سکھانے کی بہت فضیلت آئی ہے، صحابہ نے اس عمل کو بخوبی انجام دیا اور ہر میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے، مٹھی بھر جماعت دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر غالب آگئی اور ایسی غالب آئی جس کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہ کر سکی، آج بھی ان کے کارناموں سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ کلام:

تعلیم ایک ایسا قیمتی زیور ہے جو انسان کو نہ صرف ذاتی طور پر بہتر بناتا ہے بلکہ معاشرتی اور اقتصادی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن وسنت میں تعلیم کو نہایت اہمیت دی گئی ہے اور اسے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ تعلیم انسان کو دنیاوی اور دینی دونوں لحاظ سے کامیابی کے راستے پر گامزن کرتی ہے اور اس کی تقدیر کو بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ صحابہ کرام کے دور میں تعلیم کا نظام نہایت مضبوط اور موثر تھا، جس کی بدولت ایک عظیم اسلامی معاشرہ قائم ہوا۔ تاہم، موجودہ دور میں دو مختلف تعلیمی نظام، دینی اور عصری، کے درمیان فرق نے معاشرتی یکجہتی کو متاثر کیا ہے، حالانکہ دونوں کا مقصد انسان کی فلاح وبہبود ہی ہے۔

معاشی فلاح میں تعلیم کا کردار بے حد اہم ہے۔ تعلیم انسان کو اقتصادی مواقع فراہم کرتی ہے اور معاشرتی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہے۔ اگر ہم اپنی تعلیمی نظام میں توازن اور ہم آہنگی پیدا کریں تو معاشرتی، اقتصادی اور قومی ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔

ذیل میں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں جو ایک بہترین معاشرے کے لئے بے حد ضروری ہیں:

- کسی بھی قوم کی بہتری کے لئے ایک بہترین رہنما کا ہونا نہایت ضروری ہے، آج بھی تعلیمی نظام کو بہتر کرنے کے لئے ایک ایسے رہنما کی ضرورت ہے جو کہ تمام فنون میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ فکر و دانائی میں کمال رکھتا ہو، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسا لیڈر عطا کر دے جو ہمارے تعلیمی نظام کو بہتر کرے، کیونکہ جس قوم کا تعلیمی نظام بہتر ہوتا ہے وہ ہی قوم ترقی کر سکتی ہے۔
- نوجوان کسی بھی قوم کے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، آج اس بات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ان نوجوانوں کو ایسی تعلیم سے آراستہ کیا جائے، جو دین دنیا کے اعتبار سے اہم ہو، تاکہ یہ کل اسلام کے لئے بہترین کاوشیں کر سکیں۔
- تعلیم ایک وسیع میدان ہے، جہاں طلباء کو قرآن، حدیث اور عربی فنون کا ماہر بنایا جاتا ہے وہیں پر ان کو جدید دور کے اہم فنون بھی سیکھائے جائیں، بلکل اسی طرح جدید دور کے فنون جن اداروں میں سیکھائے جاتے ہیں وہاں قرآن اور حدیث و سیرت کا اتنا علم سیکھا دیا جائے کہ طلباء اپنی دینی ضروریات کو پورا کر سکیں۔
- طلباء کو جب دین اور دنیا سے متعلق تعلیم سے آراستہ کیا جائے گا تو اس کے بہترین نتائج سامنے آئیں گے مثلا ان میں نفرت کی جو موجودہ فضا ہے وہ ختم ہو گی، ملک و قوم کے ساتھ خلوص اور ایمان داری کا جذبہ پیدا ہو گا اور کسی طرح کی احساس کمتری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

---

[1] :Al-‘Alaq 96:1

[2]: Al-Mujādilah 58:11

[3]-Al-Zumar 39:9

[4]-Al-Nisāʾ 4:113

[5]-Al-Raʿd 13:19

[6]-Al-Baqarah 2:31

[7]Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah, ed. Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, Fayṣal ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, n.d.), 1:81.

[8]Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah, ed. Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, Fayṣal ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, n.d.).

[9] :Al-Shāfiʿī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Idrīs ibn al-ʿAbbās ibn ʿUthmān ibn Shāfiʿ ibn ʿAbd al-Muṭṭalib ibn ʿAbd Manāf al-Muṭṭalibī al-Qurashī al-Makkī, Al-Musnad (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1400 AH),

[10] :Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah, ed. Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, Fayṣal ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, n.d.), 1:81.

[11]: Ibn Abī Shaybah, Abū Bakr ʿAbd Allāh ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm ibn ʿUthmān al-ʿAbsī, Musnad Ibn Abī Shaybah, eds. ʿĀdil ibn Yūsuf al-ʿAzāzī and Aḥmad ibn Farīd al-Mazīdī (Riyadh: Dār al-Waṭan, 1997), 1:81.

[12]Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Khurāsānī, Al-Madkhal ilā al-Sunan al-Kubrā, ed. Muḥammad Ḍiyāʾ al-Raḥmān al-Aʿẓamī (Kuwait: Dār al-Khulafāʾ lil-Kitāb al-Islāmī, n.d.), 1:346.

[13]:Abū al-Faḍl ʿAbd al-Ḥafīẓ Balyāwī, Miṣbāḥ al-Lughāt (Lahore: Khazīnah-yi ʿIlm wa Adab al-Karīm, Urdu Bāzār, n.d.), 607.

[14]: -Wikipedia Contributors, “Fanīyāt (Technology/Technical Skills),” Wikipedia: The Free Encyclopedia, accessed June 13, 2026.

[15]-Abd ibn Ḥumayd, Abū Muḥammad ʿAbd al-Ḥamīd ibn Ḥumayd ibn Naṣr al-Kassī (al-Kashshī), Al-Muntaqab min Musnad ʿAbd ibn Ḥumayd, ed. Muṣṭafā al-ʿAdawī (n.p.: Dār Balansiyyah lil-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1423 AH / 2002 CE), 1:313.

[16]: Ibn Khuzaymah, Abū Bakr Muḥammad ibn Isḥāq ibn Khuzaymah ibn al-Mughīrah ibn Ṣāliḥ ibn Bakr al-Sulamī al-Nīsābūrī, Ṣaḥīḥ Ibn Khuzaymah, ed. Muḥammad Muṣṭafā al-Aʿẓamī (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, n.d.), 4:122.

[17]Abū Dāwūd Sulaymān ibn Dāwūd ibn al-Jārūd al-Ṭayālisī al-Baṣrī, Musnad Abī Dāwūd al-Ṭayālisī, ed. Muḥammad ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī (Egypt: Dār Hajar, 1419 AH / 1999 CE), 4:306.

[18]]: Al-Isrāʾ 17:82

[19]: Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah, ed. Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, Fayṣal ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, n.d.), 2:1122.

[20]: Abd al-Ḥaqq al-Dihlawī, Jadhb al-Qulūb ilā Diyār al-Maḥbūb (Tārīkh al-Madīnah al-Munawwarah) (Lahore: Nūr Kutub Khānah, 2000), 116.

[21]: نمازیوں کے لئے مسجد میں جگہ کی کمی کے باعث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی فلاں خاندان کا قطعہ اراضی خرید کر مسجد کشادہ کر دے۔ اسے اس سے کہیں بہتر جنت کا محل عطا کیا جائے گا، چنانچہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔(جامع ترمذی باب م

[22]: منجنیق ایک قسم کا آلہ ہوتا ہے، جو زیادہ تر جنگوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل کرین کی طرح ہوتا ہے یہ چیزوں کو دور دور تک پھینکنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔(دائرہ معارف ویکیپیڈیا)

[23]: Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sūrah ibn Mūsā ibn al-Ḍaḥḥāk, Abū ʿĪsā, Sunan al-Tirmidhī, ed. Aḥmad Muḥammad Shākir (Egypt: Sharikat Maktabat wa Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1395 AH / 1975 CE), 2:94.

[24]- Dr. Maḥmūd Ghāzī, Muḥāḍarāt-e Taʿlīm (Lahore: Zawwar Academy Publications, n.d.), 102–103.